رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر نسیم سیفی

فون: ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | منگل ۹ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ، ۲۰ فتح ۱۳۶۷ہش ، ۲۰ دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۲۰

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: (۱۹ فتح/دسمبر) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں آج لندن سے موصول ہونیوالی اطلاع کے مطابق حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہتے ہیں۔

جملہ احباب کرام پورے التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے، حضور کے تمام منصوبوں کو غیر معمولی معجزانہ کامیابیاں عطا کرے اور ہر لمحہ و ہر آن اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔

(آمین ثم آمین)

ضروری اعلان

خاکسار اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحیم درد مرحوم کی سوانح حیات قلمبند کر رہی ہے۔ جن احباب کو محترم موصوف کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہو وہ اپنے تأثرات اور وہ واقعات جن کا تعلق موصوف کی سیرت سے ہو تحریری طور پر مندرجہ ذیل ایڈریس پر بھجوا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ انفرادی طور پر بھی کچھ احباب کرام سے خطوط کے ذریعہ رابطہ قائم کیا تھا۔ اب الفضل کی مدد سے آپکی خدمت میں درخواست ہے کہ بلا تاخیر آپ اس میں میری مدد فرمائیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں جلد سے جلد مجھے کامیابی عطا فرمائے۔

ایڈریس: رضیہ درد

۶/۹ دارالعلوم غربی ربوہ فون ۴۱

سزائے موت کے ملزم کو نیشنل ٹیلنٹ سکالرشپ مل گیا

ربوہ (نامہ نگار) ساہیوال کے مشہور مقدمہ قتل کے جرم میں ملٹری کورٹ سے سزائے موت پانے والے ایک فرد اور جماعت احمدیہ کے مربی محمد الیاس منیر کو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ملتان سے امسال ایف اے کے سالانہ امتحان میں ۷۴۴ نمبر حاصل کر کے چوتھی پوزیشن حاصل کرنے پر نیشنل ٹیلنٹ سکالرشپ کا حقدار قرار دیا ہے۔ مذکورہ بورڈ کے سیکرٹری کی جانب سے یہ اطلاع محمد الیاس منیر کو سنٹرل جیل فیصل آباد میں پہنچا دی گئی۔ (روزنامہ مساوات ۱۹ دسمبر ۸۸ء صفحہ ۲/۷)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے کشفاً بتایا گیا ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بادشاہ داخل ہونگے

میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں

" اب میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی خواب بھی آتا ہے تو میں اسے اپنی ذات یا نفس سے مخصوص نہیں سمجھتا بلکہ.... اپنی جماعت ہی کے متعلق سمجھتا ہوں اور میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اپنے نفس کا ذرا بھی خیال نہیں ہوتا۔ چنانچہ رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ شربت کا پیا اسکی حلاوت اسقدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرتی۔ بایں ہمہ میں اسکو پئے جاتا ہوں اور میرے دل میں یہ خیال بھی گزرتا ہے کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے، اتنا میٹھا اور کثیر شربت میں کیوں پی رہا ہوں مگر اس پر بھی میں اس پیالے کو پی گیا۔ شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ..... ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل (جدید) صفحہ ۱۸۱)

" مجھے بڑے ہی کشفِ صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک (بادشاہ) بھی اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔ یہاں تک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہاں تک برکت دوں گا کہ

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل (جدید) صفحہ ۳۰۶)

" خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھا دیگا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا اور یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دیگا اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔ میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہیئے تھا۔ اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شاملِ حال ہوا۔ پس اس خدائے قادر و کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مُشتِ خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۰-۲۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ فتح ۱۳۶۵ہش ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء

بچوں کی عزت

یہ بات تو ہم نے اکثر اوقات سنی ہے کہ بڑوں کا ادب کرنا چاہیئے اور ان سے عزت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے اور اس میں کیا شک ہے کہ ہر نئی نسل کی حقیقی بہبود کا یہی تقاضا ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی عزت کریں اور ان سے فیض پائیں۔ ان کے اپنے خیالات چاہے کتنے ہی تجدد پسندی کے حامل ہوں۔ یہ کسی صورت بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے بڑوں سے کچھ نہیں سیکھتے یا کچھ نہیں سیکھ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب آخر بڑوں ہی کی گود میں پل کر جوان ہوتے ہیں۔ انہی سے بات کرنا سیکھتے ہیں اور انہی کی سوچ کے دھارے پر ہم اپنی سوچ کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات واقعۃً نہایت ضروری ہے کہ ہم بڑوں کا ادب کریں اور ان کے ساتھ عزت سے پیش آئیں۔

کیا کبھی آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ والدین اپنے بچوں کی عزت کریں ان کا اکرام کریں۔ ہمارا خیال ہے کہ سوائے چند ایک لوگوں کے کسی نے یہ بات کبھی نہیں سنی ہوگی اور وہ چند ایک جنہوں نے یہ بات سنی ہے انہوں نے اس بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے بالواسطہ سنا ہوگا اس لئے کہ حضور اقدس ہی نے یہ فرمایا ہے کہ اپنے بچوں کی، اپنی اولاد کی عزت کریں۔ بات تو عجیب سی لگتی ہے اور عجیب سی اس لئے لگتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ بات کبھی کہی نہیں جاتی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس ایک ہلکی پھلکی اور چھوٹی سی بات میں آج اور کل کی بہبود اس طرح مضمر ہے کہ شائد معاشرہ کسی اور بات سے اتنا فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اتنا سدھر نہیں سکتا جتنا اس ایک بات سے۔

آپ اپنے بچے کی عزت کریں اور دیکھیں کہ وہ آپ کی اور آپ جیسوں کی یعنی اپنے سے بڑوں کی کس طرح تہہ دل سے عزت کرتا ہے ان کی بات مانتا ہے اور اپنی زندگی کی راہیں متعین کرنے کے لئے ان سے مشورے کرتا ہے۔

یہ عزت کس طرح کی جا سکتی ہے۔ اس کے متعلق ہر شخص کا اپنا اپنا زاویہ نظر ہو سکتا ہے اور اپنی اپنی عادت اور ضرورت کے مطابق یہ فیصلہ

سمندر کی لہریں مری ناؤ ہیں
دعائیں ہی میری، مراداؤ ہیں
کرو مجھ پہ تم مشقِ تیر و تفنگ
مرے غنچہ و گل، میرے گھاؤ ہیں

غزل

راتوں رو کر عمر گزاری اور بے نور رہے
اُس سے کہنا اچھا ہے وہ ہم سے دور رہے
ماتھا اُس کا صبح سہانی، اپنا چہرہ رات
ایسی اندھی نگری میں وہ کیوں مستور رہے
ہم گمنام سہی پھر کیا ہے اُس کا نام تو ہے
جُگ جُگ جیوے شہر یہ اس کا وہ مشہور رہے
میرا سایہ سُکھ کا ساگر میں دُکھ درد کی جُو
ساتھ ساتھ رہ کر ہم دونوں کتنی دور رہے
دوست ہمارے پاس بھی آکر کچھ تو سیکھتے ہیں
کچھ دن قیس بھی آکر ٹھہرے اور منصور رہے
اُس کے درشن پا کر شاید ہو جائیں ہم پار
اُس سے کہنا وقتِ آخر پاس ضرور رہے

(غالب احمد)

کر سکتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کس طرح عزت دے۔ ہم ایک دو باتیں گزارش کرنا چاہیں گے۔ باتیں تو بہت سی ہیں لیکن ایک دو باتیں جو ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ ہمارے لئے ایسی راہیں متعین کر سکتی ہیں جن سے ہر قدم پر اور ہر موڑ پر اولاد کی عزت کی جا سکے۔

گھر میں کھانا تیار ہے آپ کا ایک بچہ گھر سے باہر ہے اور عنقریب گھر واپس آنے والا ہے۔ اگر آپ اُس کا انتظار کر لیں اور اس کے آنے کے بعد آپ کھانا کھائیں تو آپ یقین جانیں کہ آپ اُس کے دل میں محبت اور عزت کا بیج بو دیں گے۔ اُس سے کوئی غلطی ہوئی ہے جو آپ سے بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن جب آپ سے غلطی ہوتی ہے تو آپ مسکرا دیتے ہیں یا بعض اوقات کھلکھلا کر ہنس بھی پڑتے ہیں۔ بچہ دیکھتا ہے اور حیران رہ جاتا ہے اس لئے کہ جب اُس سے وہی غلطی سرزد ہوئی تھی تو اُس کے والد نے یا اُس کی والدہ نے یا کسی اور رشتہ دار نے اُس کو ڈرایا دھمکایا بھی تھا اور شائید ایک چپت بھی رسید کر دی تھی۔

بچہ ایسے معاملات میں بول تو نہیں سکتا لیکن اس سے زیادہ فرق کو محسوس کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔

آپ اپنے بچے کو ساتھ لے کر باہر کہیں جا رہے ہیں آپ کے قدم بڑے ہیں اور اُس کے قدم چھوٹے ہیں۔ اور آپ بار بار اُسے غصہ ہو رہے ہیں جلدی کیوں نہیں چلتا۔ کیا وہ آپ کی طرح جلدی چل سکتا ہے۔ اور کیا وہ یہ نہیں سوچے گا کہ مجھے غلط موقع پر یہ بات کہی جا رہی ہے۔ اگر آپ خود دھیما چلنے لگیں تو اس کے دل میں آپ کے لئے محبت پیدا ہوگی، آپ کے لئے عزت پیدا ہوگی۔

(باقی صـ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضبوط اور صحت مند جسم کیوں ضروری ہے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب

میرے نزدیک (دین حق) کی خوبیوں میں سے ایک خوبی اور اس کی صداقت کے دلائل میں سے ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی تعلیم میں تکلف یا تصنع بالکل نہیں پایا جاتا جبکہ ایسی حالت میں اس کا بہت امکان تھا کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا مذہب ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی بھی یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ آپ نے سوائے اس تعلیم کے من وعن پہنچا دینے کے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوئی۔ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہا۔ اگر کوئی شخص آپ مذہب بنانے کے لئے بیٹھے، تو خواہ اس کی نیت کتنی بھی نیک کیوں نہ ہو وہ ایسی باتوں پر ضرور زور دیگا، جو روحانی امور کے متعلق سمجھی جاتی ہوں۔ اور ان امور کو چھوڑ دیگا۔ جن کا تعلق جسم کے ساتھ ہوگا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روح کی ترقی کے لئے جسم کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی فلسفہ دان مذہب بنانے بیٹھتا۔ تو وہ ضرور اس امر کو نظر انداز کر جاتا۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق مذہب وضع کرنا چاہے تو ایسے مذہب میں یہ رنگ ضرور ہوگا۔ کہ عبادات پر بہت زیادہ زور دیا جائے گا۔ آپ لوگ جانتے ہیں۔ اس وقت بہت سے ایسے مذاہب موجود ہیں جن کی تعلیمات ایسی ہیں کہ نہ ان کا کوئی جسمانی فائدہ ہے نہ روحانی۔ لیکن دنیا کا بہت سا حصہ ان پر عمل کرنا اپنے لئے برکات کا موجب سمجھتا ہے۔ بعضوں کا اصول یہ ہے کہ نفس کو مارو اور ترقی کرو۔ اور بعض مذاہب میں یہ تعلیم بھی ہے کہ اگر جسم کے بعض حصوں کو ناکارہ کر دیا جائے۔ تو روحانی ترقی ہو سکتی ہے۔ بعض سادھو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنا ہاتھ سکھا دیتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ اسطرح وہ روحانی ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ روحانی ترقی ایک ایسی شئے ہے جس کا ذخیرہ جمع کیا جا سکتا ہے۔ اور جسم کو نقصان اور تکالیف دیکر ہم روحانی طور پر امیر ہو جائیں گے۔ اسی طرح بعض مذاہب کی عبادات میں ایسی مشقت پائی جاتی اور ایسا تکلف پایا جاتا ہے کہ صاف پتہ لگتا ہے۔ اس کے بنانے والی کوئی ایسی ہستی ہے جو روح اور جسم کے تعلق کو نہیں جانتی۔ یہ بات (دین حق) میں نہیں۔ اور میرے نزدیک یہ بہت بڑی دلیل ہے اس امر کی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم خدا تعالیٰ کے حکم اور منشا، کے ماتحت ہے۔ اور ایسی سادگی سے یہ باتیں آپ کے تعامل میں پائی جاتی ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ آپ نے جو کچھ سکھایا وہ کر کے بھی دکھایا آپ نے جو تعلیم دی وہ خلق کی بہتری کے لئے اور روح اور جسم دونوں کی تکمیل کے لئے دی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضؓ اپنے ایک دوست کے ہاں گئے۔ اور دیکھا کہ ان کی بیوی بہت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہے۔ انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی، تو اس نے کہا کہ تمہارا بھائی تو ہمیشہ ریاضت و عبادت میں لگا رہتا ہے میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ میں اچھے کپڑے کس کے لئے پہنوں۔ وہ صحابی وہیں رہے اور اس شخص کو عشاء کے بعد اور تہجد سے پہلے کوئی عبادت نہ کرنے دی اور اس دن روزہ بھی نہ رکھنے دیا اور جب انہوں نے آکر یہ کیفیت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور بیان کی تو آپؐ نے فرمایا۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ اور ٹھیک کیا انسان پر اس کی جان کا بھی حق ہے۔ بیوی کا بھی حق ہے۔ مہمان کا بھی حق ہے۔ اب دیکھو اگر کوئی تصنع کرتا۔ تو کہتا تو نے بہت برا کیا۔ وہ نیک کام کرنا چاہتا تھا تو نے اسے روک دیا۔ لیکن چونکہ آپؐ کو خالق حقیقی نے ایسی تعلیم دی تھی جس میں جسم کا لحاظ رکھنا بھی ضروری تھا۔ اس لئے آپ نے بھی یہی تعلیم دی کہ جسم کا بھی حق ادا کرنا چاہیئے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم انسانی کوئی حقیر چیز نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کھانا بھی کھاتے تھے۔ آپ نے نکاح بھی کئے۔ آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ غرضیکہ آپ جملہ انسانی حقوق ادا کرتے تھے بلکہ آپ کی تعلیم میں یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے انسانی جسم کو بھی شرف بخشا ہے جسے دوسرے مذاہب نے گرایا ہے۔ اور روحانی ترقی میں ایک روک قرار دیا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو دعا کرتے کہ الٰہی تو نے جیسا میرا جسم خوبصورت بنایا ہے میرے خلق کو بھی ایسا ہی بنا دے۔ گویا خوبصورت جسم خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جس کا آپ شکریہ ادا کرتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مذہب کے لحاظ سے جسم کوئی حقیر چیز نہیں اور بغیر جسم کے روحانی زندگی ناممکن ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جسم ایک برتن ہے۔ اور روح اس چیز کی طرح ہے جو برتن کے اندر رکھی ہو یا جسم چھلکا ہے اور روح مغز ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر برتن کو توڑ دیا جائے تو جو چیز اس میں پڑی ہوگی وہ گر جائے گی۔ روح اور جسم میں ایک ایسا پیوند ہے کہ جسم کی خرابی کا اثر روح پر ضرور پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جہاں روح کی حفاظت ضروری ہے وہاں جسم کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی انسان عمداً اپنے جسم کو ایسی حالت میں رکھتا ہے جس کے اثرات ایسے ہوں کہ وہ مر جائے تو وہ دین کی رُو سے اپنا قاتل آپ ہے اور مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قیمتی جان اس کے سپرد کی تھی جسے اس نے ضائع کر دیا۔ پس سب سے پہلی بات جو سمجھ لینی چاہیئے یہ ہے کہ روح اور جسم دین کی تعلیم اور قدرت کے اصول کے مطابق آپس میں ایسا تعلق رکھتے ہیں کہ اگر ایک طرف توجہ نہ کی جائے یا کم کی جائے تو ترقی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دین کی طرف سے انسان پر یہ فرض ہے کہ روح کو آئندہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے تیار کرے اور اس مکان کو جس میں روح رہتی ہے ایسا صاف ستھرا رکھے کہ روح پر برا اثر نہ پڑے اور اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت ایسا کرنا چاہیئے اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور علاوہ اس نقصان کے جو اسے بیماری وغیرہ سے ہوگا۔ روحانی طور پر بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔

جس طرح نماز کے لئے طہارت اور پاکیزہ کپڑوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مکان جس میں انسان رہے صاف ستھرا ہو۔ اور خوراک جو وہ کھاتا ہے، ایسی ہو کہ جسم اچھی طرح نشوونما پا سکے اور ترقی کر سکے۔ میری مراد یہ نہیں کہ جسم کی طرف اتنی توجہ کی جائے کہ انسان روحانی ترقی سے غافل ہو جائے بلکہ یہ ہے کہ دونوں کا آپس میں ایسا تعلق ہے کہ ایک کے بغیر دوسرا ترقی نہیں کر سکتا۔ اور جس طرح انسان کو روحانی ترقی کا ثواب حاصل ہوتا ہے ویسا ہی ثواب ان احتیاطوں کا ہوگا۔ جو آپ حفظان صحت کے لئے کریں گے۔۔۔۔

دین حق میں بعض ایسے احکام ہیں جو صحت کے لحاظ سے ہیں۔ مثلاً وباؤں سے بچنے کے متعلق دعائیں، برتنوں کے ڈھکنے کے احکام بعض چیزوں کے ننگا نہ رکھنے کا حکم، غرضیکہ کئی باتیں ایسی ہیں جو خالص حفظان صحت سے تعلق رکھتی۔ اور جن کے نہ کرنے سے شدید نقصان پہنچ سکتے ہیں۔ آج زمانہ ایسا آگیا ہے کہ خاص طور پر جسمانی قوت کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ اور سیاسی جماعتیں بھی محسوس کر رہی ہیں کہ افراد کی کثرت کی کس قدر ضرورت ہے۔ پس جو جماعت اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی ہو۔ اس کے لئے مضبوط جسم اور صحت مند ہونے کی کس قدر ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کے لئے صحت کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ایک تو ہم دوسروں کے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں اور اگر پھر کمزور نحیف اور بیمار ہوں تو دنیا سے جو ہمارا مقابلہ ہے اس میں کس طرح پورے اتر سکتے ہیں۔ نیز روحانی طور پر بھی ہمارے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔

(ایک تقریر سے اقتباس)

"یاد رکھو جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس میں جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہیں سکھایا گیا تھا اسے بھول جاتے ہیں جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم میں تقویٰ نہیں رہتا اور اس میں فسق و فجور اور ہر قسم کی بدکرداری شروع ہو جاتی ہے اور آخر اللہ تعالیٰ کا غضب ایسی قوم کو ہلاک کر دیتا ہے کیونکہ تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۸ ص ۳۰۲، ص ۳۰۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیتے ہوئے لمحوں کی یاد

(محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ بنت حضرت فضل عمر)

سات اور آٹھ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب تاریک تھی جبکہ ہمارے نہایت ہی پیارے اور محبوب سیدنا ابا جان ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو رہے تھے کتنا بے بسی کا عالم تھا ہم تمام بہن بھائی اور عزیز و اقارب اس محبوب ہستی کے پلنگ کے ارد گرد نہایت بے بسی اور بے چینی کے عالم میں اپنے حقیقی مولا کے حضور تڑپ تڑپ کر دعائیں کر رہے تھے کہ اے خدا تو ہمارے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قیمتی وجود کو ہم سے جدا نہ کر۔ لیکن اللہ کو کچھ اور ہی مقصود تھا۔ کیونکہ وہ اس کا بھی پیارا تھا اور بہت ہی پیارا اس لئے اب یہ اس کا اٹل فیصلہ تھا؟ آخر ہم سب کو اپنے آسمانی آقا کے سامنے سر جھکانا ہی پڑا۔ اور آخر وہ وقت آگیا جب میرے دل و جان سے پیارے میرے محبوب میرے پیارے ابا جان ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔

سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہم اس غم کو کیسے برداشت کریں گے۔ دماغ ماؤف ہو کر رہ گئے۔ کئی ماہ تو اسی طرح گذرے کہ دماغ میں کوئی بات آتی ہی نہ تھی خواہش ہوتی تھی کہ بیتے دنوں کی یاد میں کچھ لکھوں اور اُس سراپا شفقت و محبت کی زندگی کی کچھ جھلکیاں آپ کو بھی دکھاؤں جس نے ہمیں ماں سے بڑھ کر پیار دیا۔ جس نے ساری زندگی (دین حق) کی خدمت میں دن رات منہمک رہنے کے باوجود ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھا اور ہماری تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آج بھی جبکہ دل قابو میں نہیں، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے کچھ باتیں لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ واقعات تو اتنے ہیں کہ ان پر کئی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لیکن اپنے آپ میں اتنی ہمت نہیں پاتی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ قارئین کی نظر کرتی رہوں گی۔ میں بہت چھوٹی سی تھی جب میری امی فوت ہو گئیں لیکن سیدنا ابا جان نے ہم سے ایسی محبت کی کہ کبھی ماں سے محبت کی محرومی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ ہمارے لئے باپ بھی وہی تھے اور ماں بھی وہی۔ آپ چھوٹی چھوٹی معمولی معمولی باتوں کا اس قدر خیال رکھتے جس کا تصور کرنا ناممکن ہے۔

مجھے آج تک یاد ہے کہ کئی بار ایسا ہوا کہ سیدنا ابا جان نے دیکھا کہ ہمارے بال کچھ الجھے ہوئے ہیں تو اپنے ہاتھ سے ہماری کنگھی کی۔ ہمارے کپڑوں کا خیال رکھتے۔ ہماری غذا اور دواؤں کا پورا اہتمام اپنی نگرانی میں کرواتے تھے۔ تقریباً ہر روز ہی آکر پوچھتے تھے کہ بچوں نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ اگر کبھی اس میں غفلت ہو جاتی تو اپنے ہاتھ سے دودھ پلاتے۔ اسی طرح تعلیم و تربیت کی پوری نگرانی فرماتے اور وقت سفر و حضر میں بھی ہمیں اپنے ساتھ رکھتے اور باوجود اس کے کہ آپ کے جماعتی کام اس قدر بڑھے ہوئے تھے اور آپ اتنے عدیم الفرصت تھے کہ آپ کے لئے بچوں کی طرف توجہ دینا بظاہر ناممکن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے مطابق آپ میں غیر معمولی صلاحیتیں اور عام انسانوں سے بڑھ کر کام کرنے کی طاقت پائی جاتی تھی۔ اس لئے آپ جماعتی کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں اور بچوں کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے

مجھے اپنے بچپن کے ایک واقعہ کو یاد کر کے اب بھی ہنسی آجاتی ہے۔ میں سمجھا کرتی تھی کہ شائد ابا جان کو نیند آتی ہی نہیں کیونکہ رات کو میں نے جب بھی دیکھا ابا جان کو دینی کاموں میں مصروف دیکھا اور اسی طرح تمام دن بھی آپ مصروف ہی رہتے تھے۔ ایک دن میں نے سوچا اور دل میں تہیہ کیا کہ آج میں تمام رات جاگوں گی اور دیکھوں گی کہ ابا جان کس وقت سوتے ہیں۔ میں تقریباً دو، اڑھائی بجے رات تک انتہائی کوشش سے جاگتی رہی اور اس وقت تک ابا جان لگاتار اپنے کام میں مصروف تھے۔ آخر میں تو تھک کر سو گئی اور کئی دن تک دن رات سو سو کر اپنی نیند کی کمی کو پورا کرتی رہی لیکن سیدنا ابا جان پر میں نے کبھی تکان کا اثر نہ دیکھا۔ وہ مردِ مجاہد اور خدا تعالیٰ کا عاشق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دی ہوئی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے شبانہ روز کوشاں رہا

میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ میں تو آپ کی گھریلو زندگی اور آپ کی شفقت و محبت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنا چاہتی تھی۔

سیدنا ابا جان کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے بے حد محبت تھی۔ آپ اپنے ہر عزیز اور رشتہ دار کا خیال فرماتے لیکن سب سے بڑھ کر آپ حضرت اماں جان سے محبت کرتے تھے۔ جب سفر سے واپس آتے سب سے پہلے حضرت اماں جان کے پاس جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اگر کبھی راستہ میں کوئی بیوی، بچہ یا کوئی اور عزیز مل جاتا تو آپ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ آپ نے گویا اسے دیکھا ہی نہیں گذر جاتے اور سیدھے حضرت اماں جان کے کمرے میں پہنچ جاتے اس کے بعد کسی اور سے ملتے۔ ہر روز شام کو حضرت اماں جان کے پاس جا کر بیٹھتے۔ حالات دریافت فرماتے اور بسا اوقات رات کا کھانا بھی حضرت اماں جان کے ساتھ ہی تناول فرماتے۔ سفر میں بھی حضرت اماں جان کو اکثر اپنے ساتھ رکھتے۔ اور بیویوں اور بچوں کو یہ ہدایت تھی کہ حضرت اماں جان کا خاص خیال رکھنا۔ اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اسی طرح اپنے بہن بھائیوں سے بھی بہت شفقت و محبت کا سلوک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم لوگ اپنے چچا اور پھپھیوں کا اسی طرح احترام کرتے رہے جس طرح ماں باپ کا۔

ویسے تو ابا جان کو اپنی اولاد سے بہت پیار تھا لیکن جن بچوں کی مائیں فوت ہو جائیں ان سے غیر معمولی شفقت و محبت کا سلوک فرماتے۔ اور کبھی ان کو ماں کی کمی کا احساس نہ ہونے دیتے۔

ایک دفعہ ہم منالی پہاڑ پر گئے ہوئے تھے کہ سیدنا ابا جان نے "تبت پاس" (TIBET PASS) جانے کا پروگرام بنایا۔ ہم بچوں کو معلوم ہو گیا کہ اس پروگرام میں بچے شامل نہیں ہیں۔ میں ابا جان سے بہت بے تکلف تھی۔ اُسی وقت دوڑتی ہوئی گئی اور کہا کہ میں بھی ساتھ لیکر جائیں۔ ابا جان سمجھانے لگے کہ وہ راستہ بہت خطرناک ہے اور بچوں کا جانا ناممکن ہے۔ لیکن میں نے ضد شروع کر دی اور اس قدر اصرار کیا کہ ابا جان نے اپنا سفر ہی ملتوی کر دیا۔ اس پر تمام گھر والے میرے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے کہ اس نے ہماری سیر خراب کی ہے۔ میری طبیعت پر اس کا بہت اثر ہوا اور میں اُداس ہو گئی۔ مجھے اُداس دیکھ کر سب کو کہا کہ میری بچی کو کیوں اداس کر دیا ہے۔ میں تو خود اس کے بغیر جانا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلے گئے اور چند لمحوں بعد یہ شعر پڑھتے ہوئے آئے ؎

تبسم لب پہ ہے ہر دل شناسائے محبت ہے
نہ ظاہر تجھ کو دے دھوکا یہ لڑکی بیش قیمت ہے

اور بار بار مجھے گلے سے لگا کر یہ شعر پڑھتے اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔

اسی طرح آپ اپنی اولاد کی اولاد سے بھی بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ میری بچی عزیزہ امۃ البصیر سے بے حد محبت کرتے تھے بچپن میں کبھی اس کو روتا دیکھتے تو اپنی گود میں لے کر کافی دیر تک کندھے سے لگا کر ٹہلتے اور عربی کے دعائیہ اشعار پڑھ پڑھ کر اس کو چپ کراتے۔

عزیزہ امۃ النور ایک دفعہ سندھ میں بہت بیمار ہو گئی۔ ڈبل نمونیا تھا اور بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ میں نے سیدنا ابا جان کو دعا کے لئے تار دیا۔ ابا جان کا جواب آیا "نوشی اچھی ہو جائے گی۔ لمبی عمر پائے گی"، جب آپ کا تار ملا تو نوشی کی طبیعت بہت بہتر تھی اور وہ چند دن ہی میں بالکل تندرست ہو گئی۔ ڈاکٹر حیران تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس کی صحت ایک معجزہ ہے۔ اسی عرصہ میں مجھے ابا جان کا ایک خط ملا کہ جس دن تمہارا تار ملا اس سے دو روز قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ نوشی کافی بڑی عمر کی ہے اور نہایت صحتمند ہے۔ اور ابا حضور ابا حضور کہتی ہوئی آکر مجھ سے لپٹ گئی ہے۔ جب تمہارا تار ملا تو میں سمجھ گیا کہ خواب اس کی شفا پانے اور لمبی عمر پانے کے متعلق ہے۔

اسی طرح جب دہلی میں ...... جلسہ ہوا اس وقت میرے میاں کو بھی پتھراؤ کے نتیجہ میں سر پر بہت شدید چوٹ آئی کہ مسلی

کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں نے کہدیا کہ ان کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں اس وقت بھی میں نے سیدنا ابا جان کو نہایت کرب اور بے چینی کی حالت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ میری بچی امۃ البصیر کو کندھے سے لگا کر ٹہل رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ اسی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے میاں کو معجزانہ طور پر شفا دی۔ ہندو اور عیسائی ڈاکٹر بھی یہ کہنے پر مجبور تھے کہ یہ حضرت اقدس کی دعاؤں کے نتیجہ میں معجزانہ طور پر شفایاب ہوئے ہیں۔

آپ بعض دفعہ بچوں کا نام رکھتے ہوئے اس چیز کو بھی ملحوظ فرماتے تھے کہ انکے بزرگوں کے نام پر رکھا جائے تا کہ ان کی یاد تازہ رہے۔ اس لحاظ سے میری چھوٹی بچی کا نام بھی میری امی کے نام پر امۃ الحی رکھا۔ جب بھی امۃ الحی آپ کے سامنے جاتی آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ اور مسکراتے ہوئے فرماتے تم تو اپنی نانی ہو نا۔ وہ بہت خوش ہوتی اور آ کر سب کو بتاتی کہ ابا حضور مجھے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ میرا نام امۃ الحی ہے۔

آپ کی ہمیشہ یہ تمنا رہی کہ آپ کی اولاد در اولاد خدمت (دین) کے لئے وقف ہو۔

آپ کو اپنی اولاد کی تربیت کا بھی بے حد خیال رہتا تھا۔ ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا ابا جان نے مجھے مری سے خط لکھا کہ تم لوگ بھی میرے پاس مری آجاؤ۔ میں میاں اور بچے جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ پروفیسر صاحب (میرے خسر) کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا ربوہ میں۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ مجھ پر بہت ناراض ہوئے کہ تم ان کو چھوڑ کر کیوں آئی ہو۔ میرا مقصود یہ تو نہیں تھا کہ تم تمہارے میاں اور بچے تو آجائیں لیکن تمہارے خسر وہاں تنہا رہیں۔ پھر میاں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تم ربوہ واپس جاؤ اور اپنے والد کو لے کر آؤ۔ میاں حکم کی تعمیل میں ربوہ واپس آئے اور اپنے والد صاحب کو لے کر جب مری پہنچے تو ابا جان بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت ان سے ملے اور فرمانے لگے یہ بچے بھی عجیب ہیں آپ کو تنہا چھوڑ کر آگئے حالانکہ میں نے تو آپ کو بھی بلایا تھا۔ پھر ہمارے تقریباً دو ماہ کے قیام کے دوران سیدنا ابا جان نے ہر طرح سے ان کا خیال رکھا۔ کھانے پر بیٹھتے ہی پوچھتے کہ پروفیسر صاحب کا کھانا گیا ہے یا نہیں؟ اور دن میں کئی بار مجھے ان کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے۔

اسی طرح سیدنا ابا جان نے میرے خسر مرحوم کی بیماری کے آخری ایام میں ان کا بے حد خیال رکھا۔ کئی دفعہ خود تشریف لائے اور متعدد ڈاکٹروں کو بھی اپنے سامنے بٹھا کر علاج کے متعلق مشورے فرماتے رہے۔

ابا جان اپنے دامادوں سے بھی اپنے بچوں کی طرح محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں ابا جان کے ساتھ کراچی گئی۔ میاں ساتھ نہیں تھے۔ ہم چاندنی رات میں کلفٹن کی سیر کے لئے گئے۔ سمندر کے کنارے سب چاندنی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سیدنا ابا جان ٹہلتے ہوئے ہمارے قریب آئے۔ ان کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے فرمانے لگے ؎

احمد تیرے بغیر یہ سیرِ آبِ شور
جیسے کہ چاندنی کا ہو کھیت پیشِ کور

آپ کے دل میں اپنی جماعت کے ہر فرد کے لئے محبت تھی۔ آپ ہر کسی کی تکلیف سے بے چین ہو جاتے اور شب و روز اپنی جماعت کی بلکہ تمام نوعِ انسان کی بہبودی اور خیر خواہی میں مصروف رہتے۔

میرے محبوب آقا ہر پہلو سے ایک مکمل انسان تھے۔ آپ کے زیر سایہ بیسیوں کنبے پرورش پاتے رہے جن میں بیوہ عورتیں اور یتیم بچے بھی شامل تھے۔ آپ ان کے نازک سے نازک جذبات کا بھی خیال فرماتے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال فرماتے۔ اپنے بچوں کی طرح بلکہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گی کہ اپنے بچوں سے بھی زیادہ ان سے حسنِ سلوک فرماتے تھے گھر میں جو لوگ کام کاج کے لئے رکھے جاتے ان کے متعلق ہمیں تاکیدی حکم تھا کہ ان کے لئے نوکر کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اسی طرح ہمارے گھر میں سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار ہوتا۔ کام کرنیوالوں اور بچوں کے کھانے میں کوئی تمیز نہ ہوتی۔ جو آپ کھاتے وہی ان کو کھلایا جاتا۔

آپ کو ہمسایہ کے حقوق کا بھی خاص خیال رہتا تھا۔ کھانے پر بیٹھتے ہی فرماتے کہ اپنے ہمسایہ کو بھی اس کھانے میں سے بھجوا دو۔

مضمون لمبا ہو گیا ہے اور واقعات ایک ایک کر کے ذہن میں آتے چلے جا رہے ہیں۔ حضور کے احسانوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں اور نہ ہی میرے اس مختصر سے مضمون میں ان کا تحریر کرنا ممکن ہے۔

اب عشق الٰہی کا ایک واقعہ لکھنے کے بعد میں اپنا مضمون ختم کرتی ہوں۔ غالباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا ابا جان اور جماعت کے بہت سے احباب نے حضور کے

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زراعت

امریکہ میں کھیتی باڑی کا نیا سسٹم

کھاد دینے کا ایک بالکل نیا انداز

نیویارک اسٹیٹ کالج برائے زراعت کے ایک پروفیسر ڈیوڈ پی نٹل نے ترقی پذیر ملکوں کیلئے کھیتی باڑی کا ایک نیا سسٹم تجویز کیا ہے۔ افریقہ اور ایشیا کے اکثر ملکوں میں فصلوں کو پوری مقدار نائٹروجن نہیں ملتی مویشیوں کے گوبر وغیرہ کو بطور ایندھن جلا لیا جاتا ہے لکڑی کی پیداوار کم ہے۔ گوبر وغیرہ کی گلی سڑی کھاد کھیتوں کو میسر نہیں ہوتی ان مسائل کا حل ایک درخت لیوسینا کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ ایک تیزی سے بڑھنے والا درخت ہے۔ ایک سال میں تین چار میٹر بلند ہو جاتا ہے۔ اور بیج پیدا کر دیتا ہے۔ اس درخت کی خاص بات یہ ہے کہ یہ درخت اپنی جڑوں کی گانٹھوں کے ذریعے زمین کو نائٹروجن مہیا کرتا ہے اور تین چار سال میں ۱۵ میٹر (۴۵ فٹ سے زائد) تک بلند ہو جاتا ہے۔

کھیتی باڑی کا نیا طریقہ یہ نکالا گیا ہے کہ لیوسینا کی دو قطاریں اور پھر مکئی کی دو قطاریں پھر لیوسینا کی دو قطاریں اس طرح سے کاشت کی جاتی ہے۔ لیوسینا کی کاشت کا یہ حیرت انگیز اثر ہوا ہے کہ ۵۰٪ یعنی ڈیڑھ گنا زائد پیداوار حاصل ہوئی ہے یہ تجربہ مکئی پر ہوا ہے۔ اس طریق کے قابل عمل ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس طریق سے نائیجیریا اور بعض دوسرے ملکوں میں مکئی کی پیداوار میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کا طریق یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ مکئی کے پودوں کا درمیانی فاصلہ کم کر کے فصل کو زیادہ گنجان بنا لیا جاتا ہے نئی فصل کاشت کرنے سے پہلے لیوسینا کو بھی کاٹ لیا جاتا ہے۔ موٹے ڈنڈے جلانے کے کام آتے ہیں اور پتلی شاخیں اور پتے سب کھیت میں دبا دیئے جاتے ہیں۔ جو سبز کھاد کا کام دیتے ہیں۔ ایندھن کی ضرورت لیوسینا کے ڈنڈوں سے پوری ہو جانے کی وجہ سے مویشیوں کا پیشاب اور گوبر کھیتوں کی زرخیزی بڑھانے میں کام آجاتا ہے۔

جنگل اُگانے کا نیا طریق

پروفیسر پی نٹل نے ایک اور بات یہ بتائی ہے کہ مستقبل میں درختوں کے سیل (CELL) سے درختوں کے جھنڈ پیدا ہو سکیں گے۔ سیل کو لیبارٹری میں ایک خاص محلول میں رکھا جاتا ہے اور تھرموس میں اس سیل کے سینکڑوں بچے حاصل کئے جا سکتے ہیں جو بڑے ہو کر درختوں کے جھنڈ بنا دیتے ہیں۔ لیبارٹری میں پودا اُگا کر انہیں ناہموار کٹی پھٹی اور ناکارہ زمینوں میں لگایا جا سکتا ہے جہاں تھوڑے بہت پانی کی مدد سے ہزاروں کی تعداد میں یہ درخت حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس طریق سے بڑی آسانی سے مختلف قسم کے درختوں کے جنگل اور جھنڈ کے جھنڈ حاصل ہو سکیں گے اور یوں زراعت میں اور عمارتی لکڑی مہیا کرنے کے میدان میں ایک نیا انقلاب آسکے گا۔

کپاس کی چُنائی کیلئے مشین

کپاس کی فصل کی چنائی ہمارے ملک میں ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں ایسی مشینوں سے کام لیا جاتا ہے اور ایک گھنٹہ میں تین سے چار ایکڑ کی چنائی ہو جاتی ہے۔ پہلے دوا کا سپرے کر کے تمام پتے گرا دیئے جاتے ہیں۔ پھر چنائی ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ مشین "سرگرده فارم ایڈز۔ ۲۷۔ پی ماڈل ٹاؤن لاہور نے منگوائی ہے۔ انکا کہنا ہے کہ امسال ۱۸۰۰ ایکڑ کپاس سے مشینی چُنائی متوقع ہے۔ تیس لاکھ روپے کی مالیت کی یہ قوی ہیکل مشین عنقریب پاکستان پہنچکر کام شروع کر دیگی۔ یہ مشین زرعی ترقیاتی بنک کے مالی تعاون سے منگوائی گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: بیتے ہوئے لمحات

وصال کے متعلق خواب دیکھے جس پر حضور نے جماعت کے نام ایک وصیت لکھی۔

جماعت کو جو محبت اپنے آقا سے تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس وقت جماعت کا ہر بچہ۔ بوڑھا اور جوان اللہ تعالےٰ کے حضور سجدہ ریز تھا اور لوگ رو رو کے دکھ کر اور تہجد کی نمازیں اپنے محبوب آقا کی درازئ عمر کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ جو اپنے بندوں کی گریہ وزاری سن کر تقدیروں کو ٹالنے والا ہے اس نے جماعت کی دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا اور جس طرح اس نے خوابوں کے ذریعہ آپ کے وصال کی خبر دی تھی اسی طرح درازئ عمر کی خوشخبری بھی اپنے پیاروں کو دے دی۔ سیدنا ابا جان نے بھی شائد کوئی خواب دیکھا کہ آپ کی عمر بڑھا دی گئی ہے۔ وہ نظارہ آج بھی میرے سامنے ہے۔ جب سیدنا ابا جان مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھانے کے لئے تشریف لائے۔ چوکی پر دستر خوان لگا ہوا تھا اور حضور گاؤ تکیہ کے سہارے خاموش اور بہت ہی اداس لیٹے تھے۔ کئی بار آپا جان (سیدہ ام طاہر) نے کہا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ کافی دیر کے بعد آپ ایک دم اٹھے اور دستر خوان کے قریب بیٹھ کر بڑے درد سے یہ شعر پڑھنے لگے ؎

ہم دونوں میں حائل تھی جو دیوارِ گراں وہ گر نہ سکی
قسمت میں جدائی لکھی تھی ہیں جا نہ سکا وہ آ نہ سکے

آپا جان نے کہا آج آپ اتنے اداس کیوں ہیں؟ کیا بات ہے؟ اور یہ شعر آپ نے کیوں پڑھا۔ فرمانے لگے میں تو سمجھا تھا کہ بس جلد ہی اب اپنے خدا سے جا ملوں گا لیکن تم لوگوں نے مجھے جانے نہ دیا۔

یہ جذبات خدا سے محبت کرنے والے اس سے عشق رکھنے والے، اس کے ہر حکم پر چلنے والے، اس کے نام کو بلند کرنے والے، اس کی توحید کا پرچم دنیا کے کونے کونے میں گاڑ دینے والے اور اس کی محبت میں دن رات سرشار رہنے والے بندے کے سوا کسی اور کے لئے ممکن نہیں کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کی رضا کی راہوں پر چلا۔ اس نے اس کی بنائی ہوئی تعلیم پر عمل کیا اور کروایا۔ اللہ اس سے خوش ہے اور وہ اللہ سے۔ جب وہ اس کے حضور حاضر ہوگا تو وہ فوراً ہی اسے اپنی آغوشِ محبت میں لے لے گا ؏

بقیہ: اداریہ

محبت اور عزت تو پہلے بھی ہوگی ہی لیکن اب یقیناً اس محبت اور عزت میں اضافہ ہو جائے گا۔

ایسی ہی کئی اور مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں جن میں ہم بچہ کے بچپن کا لحاظ کرتے ہوئے اس سے محبت کا سلوک کر سکتے ہیں اور اس کو وہی عزت دے سکتے ہیں جو ہم ویسی ہی کوئی غلطی کرنیوالے بڑے کو دیتے ہیں۔

پس آپ خود سوچیں کہ آپ اولاد کی کس طرح عزت کر سکتے ہیں اور پھر یقین رکھیں کہ جس اولاد کی آج عزت کی جائے گی وہ کل کا ایسا بے بہا سرمایہ ہوگا جس سے معاشرے میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اور یہی وہ انقلاب ہے جس کی دنیا منتظر ہے۔

ناظمین اضلاع متوجہ ہوں

تمام ناظمین اضلاع امرائے کرام اور صدرانِ جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۲۴ دسمبر تک مجالس کے زعماء اور زعماء اعلیٰ کے انتخاب مکمل کر کے مرکز میں بھجوا دیں اس سلسلہ میں ناظمین اضلاع کو ۲۴ اکتوبر کو چٹھیاں بھیجی گئیں تھیں لیکن ابھی تک بہت کم انتخابات ہوئے ہیں (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔

> انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالےٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے ؏ (حضرت اقدس)

اطلاعات و اعلانات

دعائے مغفرت

محترم نور الحق بٹ صاحب آف گوجرہ حال یزمان منڈی ضلع بہاولپور بقضائے الٰہی ۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو چند ماہ علیل رہ کر وفات پا گئے۔ مرحوم موصی اور سلسلہ کے فدائی حوصلہ مند اور دین کی خاطر قربانی دینے والے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ کے علاوہ چار بیٹے تین بیٹیاں شامل ہیں۔

مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ملنے اور بلندئ درجات کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے نیز یہ بھی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل اور احمدیت کی روایات کا پابند بناوے (آمین)

واضح رہے کہ مرحوم کے دو بیٹے مبارک اسماعیل اور قمر الحق راہ مولیٰ میں اسیری کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ان کی باعزت رہائی کے لئے بھی دُعا کی درخواست ہے

(منیر احمد عابد۔ مربی سلسلہ بہاولپور)

ہمارے والد محترم چوہدری سراج الدین صاحب باجوہ بمقام کتھووالی ڈاکخانہ کلاس والا تحصیل پسرور بقضائے الٰہی مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء وفات پا گئے۔ ۱۳ دسمبر کو جنازہ ربوہ لایا گیا ۱۴ دسمبر کی صبح بعد نماز فجر بیت المبارک میں مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم موصی اور اپنی جماعت کے پریذیڈنٹ بھی تھے مرحوم نیک سیرت متقی، دعا گو، نماز کے پابند تھے۔

مرحوم نے اپنے بچوں میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی شادی شدہ ہیں۔ مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(نعیم احمد باجوہ، حنیف احمد باجوہ۔ کتھووالی ڈاکخانہ کلاس والا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ)

میرے خسر محمد صادق صاحب مورخہ ۵ نومبر ۱۹۸۸ء کو راولپنڈی جنرل ہسپتال میں رضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔

مرحوم سادہ مزاج، نیک سیرت اور دین سے والہانہ عشق اور جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ چھوٹوں سے شفقت اور پیار، بڑوں سے ہمدردی کا جذبہ مرحوم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جماعت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے مہمان نوازی کا جذبہ اس حد تک تھا کہ اگر کوئی مرکزی مہمان آتا تو مرحوم کی یہی خواہش ہوتی کہ اس کی خدمت وہ خود کریں۔ مرحوم ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ ڈنڈوت آر الیس ضلع جہلم کے صدر اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کرتے رہے۔ آپ نماز کے سختی سے پابند تھے۔ نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے کوارٹر کا ایک کمرہ ہمیشہ وقف رکھا۔ اب بھی نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی ادائیگی مرحوم کے ذاتی مکان میں ہی ہوتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(شریف احمد قاری ڈنڈوت آر الیس ضلع جہلم)

ولادت

مورخہ ۲۱ر نومبر کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے بعد دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام علی انتصار تجویز ہوا ہے۔

احباب سے نومولود کے نیک اور خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے

نومولود مکرم چوہدری منور احمد صاحب خان آف ملتان کا پوتا اور مکرم شیخ اقبال الدین صاحب آف بہاونگر کا نواسہ ہے۔

(انتصار احمد۔ گلگشت کالونی ملتان)

" برادرم مکرم مبشر احمد شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۸ نومبر بروز سوموار پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود حضور اقدس کی بابرکت تحریک "وقف نو" میں شامل ہے از راہ شفقت حضور نے بچہ کا نام "راحیل احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود چوہدری محمد رفیع سیکرٹری اصلاح و ارشاد چک نمبر ۳۳ کا پوتا اور چوہدری نذیر احمد آف کھریانوالی ضلع گجرات کا نواسہ ہے۔ نومولود کی صحت۔ درازئ عمر۔ اور نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔

(محمود احمد شاد مربی سلسلہ چک ۳۳ جنوبی سرگودھا)

درخواست دعا

میرے بھائی عزیزم فیض محمد صاحب صادق ایڈووکیٹ۔ لاہور۔ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ دل کی تکلیف بتائی جاتی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(امۃ الحفیظ شوکت۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ دور میں

طالب علم کے مسائل

(منصور احمد انجم)

ایک طالب علم کو پاکستان میں موجودہ دور میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سے درج ذیل تین مسائل اہم اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں

اول :۔ اقتصادی نوعیت کے مسائل

دوم : نظام تعلیم کے پیدا کردہ مسائل

سوم : والدین سے متعلق مسائل ۔

اقتصادی نوعیت کے مسائل

اقتصادی نوعیت کے مسائل کی سنگین ترین صورت یہ ہے کہ خود طالب علم یا اس کے والدین کے وسائل اسے اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتے کہ وہ اپنی تعلیم شروع کر سکے یا اسے جاری رکھ سکے یا اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکے ۔

وہ طلباء جو اپنی تعلیم کو جاری رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان میں سے بعض طلباء درسی یا امدادی کتب اور دوسرا ضروری سامان خریدنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے اسی طرح مناسب انداز میں پڑھنے کے لئے وہ مطلوبہ چیزوں سے محروم رہتے ہیں ! اور جو طلباء ان مندرجہ بالا مسائل سے بچ نکلتے ہیں ان میں سے بیشتر ایک انتہائی گھمبیر مسئلے کا شکار ہو جاتے ہیں یعنی انہیں مضامین کے انتخاب کے وقت اپنے طبعی میلان کی بجائے اس بات کو مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے کہ تعلیم مکمل کر لینے کے بعد ان کی حاصل کردہ ڈگری انہیں نوکری دلوا سکے گی یا نہیں ۔

نظام تعلیم کے پیدا کردہ مسائل

نظام تعلیم کے پیدا کردہ مسائل میں سکولوں اور کالجوں کی کمی اور درسی کتب ترتیب دیتے وقت طلباء کے ذہنی معیار اور ضرورت کو مدِ نظر نہ رکھنا اور طالب علم کو روزمرہ زندگی میں اس کی حاصل کردہ تعلیم کا خاطر خواہ فائدہ نہ ہونا شامل ہیں ۔

اسی طرح بطور خاص سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہ اور معاشرے میں مقام اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ ذہنی سکون حاصل نہیں کر پاتے اور پھر کام کی زیادتی کی وجہ سے وہ توجہ اور انہماک سے پڑھانے کے قابل نہیں ہوتے ۔ اور طلباء پر سارا بوجھ ڈال دیتے ہیں ۔ اور اکثر و بیشتر جسمانی سزا سے بھی گریز نہیں کرتے ۔

اس ضمن میں ایک خاصہ اہم مسئلہ طریق امتحان ہے ۔ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ ہمارے ہاں کا یہ طریق امتحان طلباء کے حافظہ کا امتحان ہوتا ہے جس سے طالب علم کی "سمجھ" اور "علم" میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوتی ۔

مذکورہ بالا دونوں مسائل تو ایسے ہیں جنہیں طلباء یا والدین خواہش کے باوجود حل نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ان میں سے اکثر مسائل کی نوعیت معاشرتی سے ملکی سطح تک چلی جاتی ہے ۔

جہاں تک تیسرے مسئلہ کا تعلق ہے اس ضمن میں والدین یقیناً اپنے بچوں کی مدد اور رہنمائی کر سکتے ہیں ۔ جب ایک طالب علم مندرجہ بالا مسائل سے ہمکنار ہونے کے باوجود ترقی کرنا چاہے گا تو اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت اس کے والدین کی توجہ اور پیار بنتا ہے ۔ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو سکول یا کالج میں بھیجنے یا داخل کروانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری اب ختم ہو گئی ہے حالانکہ اصل ذمہ داری اب شروع ہوتی ہے ! طالب علم کا ناپختہ ذہن نہ تو مسائل کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے نہ انہیں حل کر سکتا ہے ! بس اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ غیر مطمئن ہے ! والدین کو اپنے بچوں سے اس قسم کے مسائل سے آگاہ رہنا اور ان مسائل کا فوری حل تجویز کرنا چاہیئے مثلاً :

۱۔ چھوٹی عمر کے بچوں کو خود پڑھانے کی کوشش کرنا ۔

۲۔ اس دوران ان کے ذہنی معیار کے مطابق ان سے توجہ اور نرمی سے پیش آنا ۔

۳۔ اور غلطی پر اس انداز سے نہ ڈانٹنا کہ بچہ احساس کمتری کا شکار ہو جائے ۔

۴۔ بڑی عمر کے طلباء جو سکول کی بڑی جماعتوں یا کالج میں پڑھتے ہیں ان کے نصاب کی طوالت اور تنوع کے باعث والدین انہیں نہیں پڑھا سکتے :

ایسی صورت میں انہیں چاہیئے کہ اس امر کی نگرانی کریں کہ بچہ باقاعدگی سے کام کرتا ہے یا نہیں اور انہیں اس کے اساتذہ سے اس بارہ میں پوچھتے رہنا چاہیئے ۔ خاص طور سے وہ طلباء جو کالج میں نئے داخل ہوتے ہیں اپنی عمر کے تقاضوں اور کھلے ماحول کی وجہ سے پڑھائی سے توجہ ہٹا لیتے ہیں ۔ ان کے ساتھ والدین کی اتنی ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے مسائل والدین سے بیان کر سکیں ۔ پھر والدین کو مناسب حل تجویز کرنا چاہیئے جو بچوں کے لئے مثبت اور بہتر ہو ۔ اس ضمن میں سب سے اہم بات بچے کے طبعی میلانات اور نفسیات کو مدِ نظر رکھنا ہے ! "ڈانٹ ڈپٹ اور تحکم" سے کام نہیں لینا چاہیئے اور نہ ہی بچے پر بے انتہاء اعتماد کر کے اسے اتنا ذہین سمجھنا چاہیئے کہ وہ اپنے مسائل کا حل خود ہی تلاش کر لیگا ۔

اسی طرح ایک اور مسئلہ کچھ عرصے سے بڑی اہمیت حاصل کر گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض طالب علم محنت سے گھبرانے کی وجہ سے امتحان میں بائی پارٹس (یعنی باری باری چند مضامین کا امتحان دینا) کے رجحان کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ اس رجحان کا نتیجہ اکثر و بیشتر منفی ثابت ہوا ہے ! یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو طالب علم ایکدفعہ اس طریق کو اپنا لیتا ہے پھر باقی ساری تعلیم کے دوران محنت سے گھبراتا ہے اور اکثر اچھے نتائج دکھانے میں کامیاب نہیں ہوتا ۔

والدین کو چاہیئے کہ جونہی انہیں یہ احساس ہو کہ بچے میں ایسا رجحان پیدا ہو رہا ہے اسے دور کرنے کی کوشش کریں ۔ ایک بات اس ضمن میں بہت اہم ہے کہ جن بچوں کا دل ایک دفعہ پڑھائی سے اچاٹ ہو جائے انہیں دوبارہ دلچسپی پیدا کروانے کے لئے اور زیادہ توجہ اور پیار کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ اس چیز کی کہ انہیں طعنہ دیا جائے یا نکما کہا جائے ۔ ایسا کرنے سے ان میں احساس کمتری پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔

بچے کی نفسیات کے مطابق اسے پیار سے آہستہ آہستہ پڑھائی کی طرف رغبت دلانی چاہیئے ۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ناکامی کا خوف بچے کے دل سے نکال دینا چاہیئے ۔ کئی طالب علم اس وجہ سے امتحان سے گھبراتے ہیں کہ اچھے نتائج نہ دکھا سکنے کا خوف انہیں لاحق ہوتا ہے ۔ بچے میں اعتماد پیدا کرنا چاہیئے علم سے پیار اور ناکامی اور کامیابی سے بلند کرنے کی کوشش یکجائی چاہیئے ۔ اور اس کا موازنہ دوسرے بچوں سے اس رنگ میں نہیں کہ بچہ مقابلہ سے گھبرائے ۔ بلکہ اسے یہ احساس دلانا چاہیئے کہ زندگی کے بے شمار پہلو ہیں کوئی کسی رنگ میں اور کوئی کسی رنگ میں ان میں بہتر کارکردگی دکھاتا ہے اس طرح ان میں مسابقت کی روح پیدا کرنی چاہیئے ۔

آخری بات یہ کہ اس ساری کوشش میں محبت اور پیار کے ساتھ بچے سے برتاؤ کیا جائے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ اولاد کی طرف سے آنکھیں ٹھنڈی رکھے ۔

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد مرض اٹھراء
کی شکار دکھی عورتوں
کیلئے

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک جان محمد ۔ معصوم شاہ روڈ
ملتان

ہر ماہ کی ۲۵-۲۶-۲۷-۲۸ تاریخ کو حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جتنی تربیت علم سے ہوتی ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتی

علم خود اپنی ذات میں صحیح خیالات پیدا کرنے اور تربیت کرنیوالی چیز ہے

حضرت فضلِ عمر کے ارشادات عالیہ

"تربیت کا اصل طریق تو یہی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس سے عورتوں کو پوری طرح آگاہ کر دیا جائے اس غرض کے لیے سب سے پہلے عورتوں کو قرآن شریف پڑھنا چاہیئے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جتنی تربیت علم سے ہوتی ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔ علم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے کئی باتیں جو علم نہ ہونے کی صورت میں بڑی جدوجہد کے بعد بھی پیدا نہیں ہوتیں یا اگر ہوتی ہیں تو بڑی مشکل سے۔ نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس میرے نزدیک عورتوں کی تربیت میں جو چیز سب سے زیادہ ممد ہو سکتی ہے وہ علم ہے اور اس سے کئی قسم کے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ پہلی بات تو یہ ہے کہ علم خود اپنی ذات میں انسان کی تربیت کرنیوالی چیز ہے علم صحیح خیالات کے پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ کون سی بات اچھی ہے اور کون سی بُری۔ دوسرے جب انسان کو لکھنا پڑھنا آجاتا ہے تو پھر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اُس کے شاملِ حال ہو تو اسے ایسی کتابیں پڑھنے کی توفیق مل جاتی ہے جس میں وہ باتیں درج ہوتی ہیں جو تربیتی نقطۂ نگاہ سے ضروری ہوتی ہیں۔ گویا علاوہ قرآن شریف پڑھنے کے یا ان کتب کے پڑھنے کے جن میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی باتیں درج ہیں یا حضرت (بانی سلسلہ) کی لکھی ہوئی کتب ہیں اور وہ نیک اور عالم لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے بھی فائدہ حاصل کر لیتا ہے۔ پھر علم سے اس بات کا بھی امتیاز ہو جاتا ہے کہ کیا کیا خرابیاں ہوتی ہیں اور ان خرابیوں کا کیسا عبرتناک انجام ہوتا ہے۔ گویا علم سے انسان کو برائیوں کے اسباب اور ان کے انجام سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نیکیوں کے اسباب اور ان کے حُسنِ انجام سے بھی انسان آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور اسطرح وہ کوشش کرتا ہے کہ میں بدیوں سے بچوں اور نیکی میں ترقی کروں۔ پس تربیت کا اصل طریق یہی ہے کہ عورتوں کو قرآنِ کریم اور حدیث کی تعلیم دی جائے۔"

(الازھار لذوات الخمار صـ ۳۸۴)

خبریں

۱۹ دسمبر ۱۹۸۸ء

★ اطلاعات و نشریات کے وزیر مملکت جاوید جبّار نے کہا ہے کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات سابقہ مالکان کے حوالے نہیں کئے جائیں گے۔ ان اداروں کو صحافیوں کے حوالے کرنے کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

★ قصور سے رانا پھول محمد خان کی طرف سے گزشتہ روز ایوان میں بلوچستان اسمبلی توڑے جانے کے اقدام کی مذمت کے لئے پیش کی گئی قرارداد کثرتِ رائے سے منظور کر لی گئی۔ اپوزیشن کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے قرارداد کی منظوری کے بعد ایوان میں اسمبلی توڑے جانے کے خلاف غم و غصّے کے اظہار کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ قرارداد پہ چار گھنٹے تک گرماگرم بحث ہوئی۔

★ قومی اسمبلی نے اپوزیشن کی غیر حاضری میں بجٹ منظور کر لیا۔ ملک محمد اسلم نے تحریک کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم صدر سادگی کی تلقین کرتے تھے مگر ان کا ایوانِ صدر کا روزانہ کا خرچ ۴۰ ہزار روپے ہوتا تھا۔

★ نوبل انعام یافتہ ممتاز سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے گزشتہ روز یہاں ایوانِ صدر میں صدر غلام اسحاق خان سے ملاقات کی۔

★ محترمہ بینظیر بھٹو نے وزیراعظم ہاؤس کی تعمیر کا موجودہ منصوبہ مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک ۲۰ کروڑ روپے کی اس قسم کی عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس مقصد کے لئے سادہ ڈیزائن بنایا جائے۔

★ امریکی سفیر رابرٹ اوکلے نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت اہم فیصلوں کی اہلیت رکھتی ہے انہوں نے کہا کہ منتخب حکومت کے برسرِ اقتدار آنے سے پاکستان کی سلامتی کو درپیش خطرات کے سلسلے میں تشویش کم ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ اقتصادی اور دفاعی شعبوں میں امریکہ پاکستان کی بھرپور امداد جاری رکھے گا۔

★ پاکستان پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق احمد نے کہا ہے کہ آئین میں ترامیم کے لئے پیپلز پارٹی دوسری جماعتوں سے مذاکرات کے لئے تیار ہے۔ اگر دوسری سیاسی جماعتیں مذاکرات کرنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے پیکج ترامیم کرنی ہونگی۔

★ قومی اسمبلی نے آج مالی سال کے لیے وفاقی بجٹ منظور کر لیا۔ ایوان نے وفاقی وزیر مملکت برائے خزانہ مسٹر احسان الحق پراچہ، رکن قومی اسمبلی احمد سعید اعوان اور بیگم ریحانہ سرور کی بعض ترامیم منظور کر لیں۔ ان میں کہا گیا تھا کہ انکم ٹیکس کا پینل سسٹم وزیر خزانہ کے بیان کے بعد مؤثر نہیں رہا۔ اپوزیشن کے ارکان نے بلوچستان اسمبلی توڑنے کے احتجاج کے طور پر ایوان کا بائیکاٹ آج بھی جاری رکھا۔

★ سندھ کے بجٹ پر آج صوبائی اسمبلی میں بحث ختم ہو گئی۔ بحث کے اختتام پر سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ نے کہا کہ حکومت تعلیمی شعبہ کو سب سے زیادہ اہمیت دے گی۔ انہوں نے کہا کہ زرعی اصلاحات پر حقیقی معنوں میں عمل کیا جائے گا۔

★ صوبہ سرحد میں بھی آج بجٹ پر بحث مکمل ہو گئی۔ بحث کے اختتام پر وزیر اعلیٰ مسٹر آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے یقین دلایا کہ جن ترقیاتی سکیموں کا اراکین نے حوالہ دیا ہے وہ موجودہ یا آئندہ مالی سال میں شامل کر لی جائیں گی۔

★ پنجاب اسمبلی نے بجٹ پر بحث جاری رکھی آج ۱۲ اراکین نے بحث میں حصہ لیا۔

★ دیہاتی علاقوں کی ترقی کے لئے ایک سہ مرحلہ پروگرام جلد شروع کیا جائے۔ یہ بات وفاقی وزیر برائے دیہی ترقی سید فیصل صالح حیات نے جھنگ میں بتائی۔

★ انڈونیشیا میں شدید سیلاب اور تودے گرنے سے گذشتہ دو دنوں میں ۴۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ تباہی وسطی صوبے جاوا میں آئی ہے۔ یہ سیلاب شدید بارشوں کے نتیجے میں آئے ہیں۔ جکارتہ میں متعلقہ افسران نے بتایا ہے کہ یہ سیلاب پچھلے ۲۵ سال میں شدید ترین تھے۔

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس (رجسٹرڈ) ربوہ
ایک بہت بڑا رہائشی منصوبہ المعروف
نصرت آباد فیز II منظوری کے آخری مرحلے میں
اقساط پر دینے کا اعلان
نیز زرعی و سکنی ربوہ و ماحول ربوہ میں
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
فون: دفتر ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

الفضل کی
چار سالہ بندش کے بعد
دوبارہ اجراء پر
دلی مبارکباد
منجانب
نصرت آباد فارم
ضلع تھرپارکر سندھ

راحتِ جان
تبخیرِ معدہ کی مجرب دوا
قیمت ۱۴/-

شربت صدر
نزلہ و زکام کھانسی کیلئے مفید و مجرب
قیمت ۶/-

تریاقِ معدہ
خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج
قیمت ۱۴/-

تریاقِ بواسیر
ہر قسم کی بواسیر کیلئے مفید و مجرب دوا قیمت ۱۵/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور حفاظت کیلئے
قیمت ۵/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۱۶۰
فون: ۶۳۴